بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طاغوت کا مفہوم

اور طاغوت کے سرغنے

اللہ تعالیٰ تم رحم کرے یہ بھی جان لو کہ وہ فرض اولین جو اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی پر عائد کر رکھا ہے وہ ہے کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ......یعنی انسان طاغوت سے کفر کرے اور اللہ سے ایمان کا ناطہ جوڑ دے......اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے؛ ﴿فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی لَا انۡفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ.﴾ (البقرۃ: ۲۵۶) اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا) سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ طاغوت سے کفر کرنے کی واقعی کیا صورت ہو تو وہ یہ ہے کہ تم غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کو قطعی باطل سمجھو، غیر اللہ کی بندگی سے دستکش ہو جاؤ، اس سے بغض رکھنے لگو اور جو غیر اللہ کی بندگی کرتے ہوں ان کو کافر سمجھو، اور ان سے دشمنی اور بیر رکھنے لگو۔ اب اس کے بعد جو ایمان باللہ ہے تو اس کی واقعی صورت یہ ہے کہ تم یہ عقیدہ رکھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی الٰہ اور معبود ہے کسی اور کو یہ بات سزاوار نہیں، پھر ہر قسم کی بندگی اور عبادت ایک اللہ کیلئے خاص کر دو اور اس کے ماسوا ہر معبود سے ہر قسم کی بندگی اور عبادت کی صاف نفی کرنے لگو، اہل توحید سے محبت اور تعلق اور موالات کا رشتہ قائم کر لو اور اہل شرک سے بغض و نفرت اور دشمنی اپنا لو۔ یہ وہ ملتِ ابراہیم ہے جس سے دل پھیرنے والا انسان اپنے آپ ہی کو بیوقوف بناتا ہے۔ یہ وہ اسوہ اور نمونہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قابل اتباع ٹھہرایا ہے۔

﴿قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِہِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کَفَرۡنَا بِکُمۡ وَبَدَا بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗۤ.﴾

’’تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم

سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں ۔ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ''۔(الممتحنة: ۴)

طاغوت کا مفہوم: طاغوت کا لفظ عام ہے سو ہر وہ ہستی جو اللہ کے سوا پوجی جاتی ہے اور وہ اپنی اس عبادت اور بندگی پر راضی ہے، چاہے وہ ہستی معبود ہو چاہے پیشوا (متبوع) اور چاہے مطاع یعنی اللہ کی اطاعت سے بے نیاز اسکو لائق عبادت سمجھا جاتا ہو طاغوت کہلاتی ہے۔

طاغوت تو یوں بہت ہیں مگر ان کے سرغنے پانچ ہیں۔**طاغوت کا پہلا سرغنہ شیطان** ہے جو کہ غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کا اصل داعی ہے اسکی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ.﴾(یٰسین: ۶۰) ''اے بنی آدم کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ تم شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

طاغوت کا دوسرا سرغنہ وہ ظالم اور جابر حکمران ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی جگہ کوئی اور حکم یا قانون چلاتا اور لاگو کرتا ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾(النساء: ۶۰)

''اے نبی ﷺ تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کیلئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے دور لے جانا چاہتا ہے''۔

طاغوت کا تیسرا سرغنہ وہ شخص ہے جو اللہ کے نازل کردہ دین (ما انزل اللہ) کے بغیر فیصلہ کرتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ یہ فرمان ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ.﴾(المائدۃ:۴۴)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے (دین) کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی کافر ہیں''۔

طاغوت کا چوتھا سرغنہ وہ شخص ہے جو اللہ کے علاوہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا.﴾ (الجن:۲۶-۲۷)

''وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کی خبر دینے کیلئے) پسند کرلیا ہو تو اس کے آگے پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے''۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.﴾ (الانعام:۵۹)

''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جسے اس کا علم نہ ہو۔ خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے''۔

پچھلے رسائل میں عبادت اور الوہیت کا معنی واضح کیا گیا ہے۔ شرک اور توحید کا فرق بھی بیان ہوا ہے۔ اب یہ جاننا باقی ہے کہ جہاں بھی غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کی صورت میں شرک ہوگا وہاں کسی باطل ہستی کی الوہیت بھی قائم ہو رہی ہوگی۔ ایسی ہستی اگر الٰہ بننے یا بنانے پر راضی ہو تو اس کو شریعت کی اصطلاح میں طاغوت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو خود کو الٰہ بنائے جانے پر راضی نہیں جیسے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ کا درجہ دیتے ہیں مگر وہ اس پر راضی نہیں۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کو پکارتے ہیں اور کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدد کی فریاد کرتے ہیں۔ کچھ لوگ دوسرے اولیاء اور صالحین کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب لوگ اگر اس شرک کو دیکھیں تو اسے ایک آنکھ گوارا نہ کریں۔ اب جہاں تک ایسے نیک اور صالح بندوں کا تعلق ہے تو ان کی صرف عبادت کی نفی کرنی ہوگی۔ رہی بات ان کی جو اپنی عبادت ہونے پر معترض نہیں یہاں تک کہ خود لوگوں سے اپنی پوجا کراتے ہیں اور خود اپنا قانون چلاتے ہیں تو ایسے طاغوتوں کا معاملہ شریعت میں تمام مشرکوں اور کافروں سے مختلف ہے۔ چنانچہ طاغوت کا مطلب ہوگا: باطل الٰہ (معبود) یا یوں کہیں الوہیت (خدائی) کا جھوٹا دعویدار۔ ضروری نہیں کوئی شخص ''الٰہ'' کا باقاعدہ لقب اختیار کرے تو تبھی خدائی کا دعویدار ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص لوگوں سے اپنے لئے کسی ایسے کام کا تقاضا کرے جو صرف کسی معبود ہی کیلئے روا ہو تو وہ دراصل خدائی کا ہی دعویدار ہے چاہے وہ جتنا مرضی کسر نفسی سے کام لے۔ جیسے مثلاً کوئی علم غیب کا دعویٰ کرے۔ کسی شخص کو سجدہ و قیام ہو تو وہ اسے قبول کرے یا کوئی آدمی انسانوں کیلئے قانون ساز بنے۔ اور یہ تو آپ کی معلومات میں اضافہ نہ ہوگا کہ خدائی کا دعویٰ نبوت کے جھوٹے دعویٰ سے کہیں بڑا جرم ہے۔ بنابریں طاغوت بننے والا شخص مشرک تو ہے ہی مگر وہ ایک عام سا مشرک یا کافر نہیں بلکہ وہ اللہ کا شریک بن بیٹھنے والا مشرک=

طاغوت کا پانچواں سرغنہ وہ شخص ہے جس کی پوجا پاٹ ہوتی ہو اور وہ اس پوجا پاٹ پر رضامند ہو۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ.﴾ (الانبیاء:۲۹)

''اور جو ان میں سے کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک الٰہ ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے ہمارے ہاں ظالموں کا یہی بدلہ ہے''۔

اور یہ بات تو خوب اچھی طرح جان لو کہ انسان جب تک **طاغوت** کے ساتھ کفر نہ تب تک وہ اللہ کے ساتھ مؤمن نہیں ہوسکتا اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔ **فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.**﴾ (البقرۃ: ۲۵۶) [1] اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا) سب کچھ سننے ولا اور جاننے والا ہے''۔

= ہے۔ لہذا کسی مشرک کو تو کسی وجہ سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے مگر طاغوت کو ہرگز نہیں۔ انبیاء کی پیروی میں اٹھنے والی ہر تحریک کی مڈھ بھیڑ عام مشرکوں سے بھی نہ ہو، طاغوت سے ہونا ناگریز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو ملک مصر کی طرف بھیجا تو پورے ملک کی ایک ہی شخصیت کا پتا دیا جس سے آپ کو دو دو ہاتھ کرنے تھے اور وجہ یہ بتائی کہ وہ طاغوت ہے۔ جس کو اللہ کی کبریائی اور خشیت کا سبق پڑھانا ہے اور طہارت کا سبق دینا ہے۔

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝﴾ (اَلنّٰزِعٰتْ:۱۵ تا ۱۹) ''کیا تمہیں موسیٰ کے قصے کی خبر پہنچی؟ جب اس کے رب نے طوٰی کی مقدس وادی میں پکارا تھا کہ فرعون کے پاس جا دو سرکش ہو گیا ہے، اور اس سے کہہ کہ کیا تو اس کے لیے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کروں تو (اس کا) خوف تیرے اندر پیدا ہو؟''۔

اسلامی شریعت میں مشرکوں سے مخالفت اور عداوت کی فرضیت بھی ویسے تو آپ سے اوجھل نہ ہو گی مگر طاغوت سے کفر و براءت اور معرکہ آرائی تو اسلام کا فرض اولین ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص موحد اور رسولوں کا پیروکار ہو پھر انفرادی یا تحریکی زندگی میں اللہ کا شریک بن بیٹھنے والے طاغوت سے کی خیر سگالی بھی چلے اور دوستی بھی نبھتی رہے۔

طاغوت کے مفہوم کی بابت تفہیم القرآن (مصنفہ مولانا مودودیؒ) سے ایک اقتباس بھی ملاحظہ ہو: طاغوت لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو جائز حق سے تجاوز کر گیا ہو۔ قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خدا آقائی اور خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کروائے۔ خدا کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اسکی فرمانبرداری ہی کو حق مانے مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس کا نام فسق ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خودمختار بن جائے یا اس کے سوا اور بندگی کرنے لگے یہ کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مالک سے باغی ہو کر اس کے ملک اور اس کی رعیت میں خود اپنا حکم چلانے لگے۔ اس آخری مرتبے پر جو بندہ پہنچ جائے اس کا نام طاغوت ہے اور کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ کا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس طاغت کا منکر نہ ہو۔ (تفہیم القرآن: ج:1۔196)

شائع کردہ : اسلامک سنٹر نزد سخی سلطان کالونی

سورج میانی روڈ ملتان